eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

رانی بیگم
چیئرپرسن، شعبہ اردو، ویمن یونیورسٹی، مردان

Rani Begum
Chairperson, Dept. of Urdu, Women University, Mardan

علامہ اقبال اور رابندر ناتھ ٹیگور کا فکری تقابل

Intellectual Comparison of Allama Iqbal & Rabindarnath Tegor

Abstract

Allama Muhammad Iqbal and Rabindrnath Tegor are two most great personalities of literature of All India Sub Continent. The excellence and abilities of these two personalities are beyond exception. Both belonged to the same age and both have almost faced the similar circumstances. Apart from this, both have been brought up in religious and educational environment. That's why we can find similarity up to some extent in their ideologies and thoughts. Both belonged to different nationalities, the purpose of their writing was also different. That's why conflict in some of their ideologies is also evident from their works. That's why, the purpose of my article is to find similarities and differences between the ideologies and views of these two great personalities.

Key Words: Sub-continent, Personalities, Circumstances, Ideologies, Similarity, Conflict

کلیدی الفاظ: برصغیر، شخصیات، حالات، نظریات، یکسانیت، اختلاف

علامہ اقبال اور رابندر ناتھ ٹیگور بر صغیر پاک و ہند کے ادب کی دو بڑی شخصیات ہیں۔ دونوں شخصیات کا تعلق تقریباً ایک ہی دور سے تھا اور دونوں نے ایک ہی طرح کے حالات دیکھے تھے۔ اس کے علاوہ دونوں نے مذہبی اور علمی ماحول میں پرورش پائی تھی، اس لیے دونوں کے افکار و نظریات میں کسی حد تک یکسانیت ہے۔ لیکن چونکہ دونوں کا تعلق مختلف قوموں سے تھا، اس لیے ان کے پیشِ نظر جو مقاصد تھے وہ ایک دوسرے سے کافی مختلف تھے۔ اس بنا پر ان کے بعض افکار و نظریات میں اختلاف بھی موجود تھا۔ میرا یہ مقالہ دونوں شخصیات کے افکار و نظریات میں مطابقت اور تضاد کے پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔

انیسویں صدی کے آغاز میں متحدہ ہندوستان کے ادبی افق پر علامہ اقبال اور رابندر ناتھ ٹیگور بڑے نمایاں رہے۔ دونوں عمر کے معمولی فرق کے ساتھ ایک ہی خطے اور ایک ہی عہد میں پیدا ہوئے۔ دونوں نے ایک ہی حکومت کے زیر حکمرانی ایک ہی طرح کے حالات میں زندگی بسر کی۔ دونوں کا تعلق مذہبی گھرانوں سے تھا۔ اس کے علاوہ دونوں نے اعلیٰ تعلیم کی غرض سے یورپ میں کچھ

عرصہ قیام کیا اور وہاں کی تہذیب کو قریب سے دیکھا۔ دونوں نے شاعری میں اپنا منفرد مقام پیدا کیا۔ اس لیے غیر ارادی طور پر دونوں کی زندگی اور موضوعات میں کسی حد تک یکسانیت ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ بعض ناقدین نے دونوں شخصیات کا موازنہ کر کے دونوں میں مماثلت تو بعض نے افکار و نظریات کے لحاظ سے دونوں شخصیات میں اختلاف کی نشان دہی کی ہے۔

اقبال اور ٹیگور دو مختلف زبانوں کے شاعر تھے۔ اقبال نے اردو اور فارسی زبانوں کو اپنے فلسفیانہ خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا تو ٹیگور نے بنگالی زبان کو اپنے روحانی خیالات کی ترسیل کا وسیلہ بنایا۔ لیکن دونوں کی ادبی تخلیقات نے نہ صرف مشرق بلکہ مغرب کو بھی متاثر کیا اور دونوں نے عالمگیر شہرت پائی۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال اور ٹیگور کی تخلیقات کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ ریسرچ سکالر محمد ریحان کے بقول:

> "اقبال اور ٹیگور ہندوستانی ادبیات کی شناخت ہیں۔ ان کی بصیرت افروز اور فکر انگیز تخلیقات میں نہ صرف ہندوستانی قارئین کے لیے فرحت و انبساط کا سامان موجود ہے بلکہ ان میں دنیا کے ہر فرد کی دلچسپی کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ ان کی تخلیقات کا جادو دوسری زبانوں کے قارئین کو مسحور کرنے کی پوری صلاحیت اور قوت رکھتا ہے۔ ان کی کتابوں کی ایشیائی اور مغربی زبانوں میں ترجمے کی مقبولیت اس کی دلیل ہے۔ انگریزی، فرانسیسی اور جرمنی سمیت دنیا کی مختلف زبانوں میں ان کی کتابوں کو منتقل کیا گیا ہے اور داد و تحسین سے نوازا گیا ہے۔"(۱)

اقبال اور ٹیگور میں جو نمایاں قدر مشترک ہے وہ یہ ہے کہ دونوں فطرت کے مظاہر اور قدرت کے حسن و جمال کے مداح ہیں۔ دونوں نے قدرتی مناظر کے فطری حسن اور دلآویزیوں کو اپنی نظموں میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دونوں کے ہاں فطرت کا حسن پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ اقبال کے ہاں فطرت سے محبت کا اظہار جا بجا ملتا ہے۔ ان کی نظمیں" ہمالہ، گل رنگیں، ابر کہسار، جگنو، چاند وغیرہ فطرت سے محبت کی بہترین مثالیں ہیں۔ اپنی ایک نظم 'خضر راہ' کے آغاز میں قدرتی مناظر کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے:

ساحل دریا پہ میں اک رات تھا محو نظر
گوشۂ دل میں چھپائے اک جہان اضطراب
شب سکوت افزا، ہوا آسودہ، دریا نرم سیر
تھی نظر حیراں کہ یہ دریا ہے یا تصویر آب
جیسے گہوارے میں سو جاتا ہے طفل شیر خوار
موج مضطر تھی کہیں گہرائیوں میں مست خوار
رات کے افسوں سے طائر آشیانوں میں اسیر
انجم کم ضو گرفتار طلسم ماہتاب (۲)

اقبال کی طرح ٹیگور کو بھی فطرت اور قدرت کے حسین مناظر سے گہرا لگاؤ تھا۔ وہ بچپن سے ہی مختلف مقامات کی سیر کر چکے تھے اور ان مقامات کے قدرتی مناظر نے ابتدا سے ہی ان کو فطرت کا شیدائی بنا دیا تھا۔ اس لیے انہوں نے شفق کی لالی، سمندر کی خاموشی، نیلگو آسمان، اڑتے پرندوں، برگد کے سائے، پانی کے کنارے بچھی ہوئی گھاس، غرض ارد گرد نظر آنے والے تمام حسین فطری مناظر کو بڑی خوبی کے ساتھ اپنے کلام میں سمویا ہے۔ "گیتانجلی" سے مثال ملاحظہ ہو:

سحر دم کی سمندر خامشی
چڑیوں کی آوازوں سے ٹوٹی
حسیں پگڈنڈیوں پر پھول مسکائے
ہوا نے بادلوں میں ہر طرف سونا لٹایا۔۔۔
فضا میں دھوپ پھیلی
آفتاب اوپر اٹھا
مرغابیاں سائے میں گھس کر سو گئیں
بس خشک پتے، دن کی گرمی میں ہمارے ساتھ اڑتے تھے
گھنے بڑ کے درختوں کے تلے بھیڑوں کے گلّہ بان تھک کر اونگھتے تھے
سخت گرمی تھی
ندی کے پاس رُک کر میں نے بھی اپنے
تھکے پاؤں زمین پر کھول کر پھیلا دیئے
اور رک کے ستانے لگا (۳)

ٹیگور کو فطرت سے والہانہ محبت تھی اور اس کا اعتراف انہوں نے ان الفاظ میں کیا :

" مجھے یاد ہے کہ بچپن ہی سے میں مطالعہ قدرت کا عاشق تھا۔ جب آسمان پر بادلوں کو ایک ایک کر کے آتے دیکھتا تو فرطِ مسرت سے از خود رفتگی کی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ اس ابتدائی عمر میں بھی مجھے محسوس ہوتا تھا کہ ایک نہایت گہرا اور بے تکلف دوست مجھے محصور کیے ہوئے ہے۔۔۔ مجھے نیچر سے اتنی محبت تھی کہ الفاظ میں اس کا اظہار ممکن نہیں، نیچر ایک قسم کی رفیق تھی جو ہر وقت میرے ساتھ رہتی تھی اور ہمیشہ نیا حسن میرے سامنے پیش کرتی رہتی تھی۔" (۴)

اقبال اور ٹیگور دونوں کا تعلق متمول خاندانوں سے تھا لیکن اس کے باوجود دونوں کے ہاں غریبوں اور خصوصاً ظالم زمینداروں کے ظلم کی چکی میں پسنے والے غریب دہقانوں سے ہمدردی کا اظہار ملتا ہے۔ اقبال کے ہاں مظلوم طبقات سے ہمدردی کا احساس نمایاں ہے۔ وہ معاشرے میں کسانوں اور دہقانوں کے مساوی حقوق کے قائل تھے۔ مثلاً اقبال غریب کسانوں کے حق کے لیے آواز اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں:

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امرا کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو (۵)

اقبال کی طرح ٹیگور نے بھی محنت کش طبقہ سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے سلاڈاما میں زندگی کے کچھ سال ایک زمیندار کی حیثیت سے گزارے تھے، اس لیے محنت کش طبقہ کے حالات اور مسائل سے پوری طرح آگاہ تھے اور زمیندار ہونے کے باوجود غریب کسانوں کے حق کی بات کرتے تھے۔ ٹیگور کو دیہات کے غریب کسانوں اور ہاریوں سے دلی ہمدردی

تھی۔اس لیے انہوں نے ان پر ظلم ڈھانے والے زمینداروں اور سرمایہ داروں پر اپنی نظموں میں بھرپور تنقید کی ہے۔اس نظم سے مثال ملاحظہ کیجیے جہاں ٹیگور نے زمیندار کی لالچ پر ان الفاظ میں تنقید کی ہے:

ہائے رے دنیا
اس دنیا میں وہی زیادہ دولت کا طالب ہے
جس کے پاس پہلے ڈھیر کا ڈھیر موجود ہے
راجہ کا ہاتھ ہی حق ہاتھ ہے
جو سب غریبوں کی پونجی ہڑپ لیتا ہے
چرا لیتا ہے۔(۶)

ٹیگور نے ایک اور نظم "اکیا تان" میں بھی کسانوں اور غریبوں کے حق میں آواز بلند کی ہے۔وہ چاہتے تھے کہ ملک کا باشعور اور پڑھا لکھا طبقہ غریبوں اور کسانوں کو ان کے حقوق دلانے کے لیے آگے بڑھے۔ نظم کے ایک حصے کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے جہاں وہ ایسے شاعر کی آواز سننے کی آرزو کرتے ہیں جو غریب کسانوں اور مزدورں کا ساتھی ہو:

میں اس شاعر کی آواز سننے کے لیے بے قرار ہوں
جو، کسان کا ساتھی ہے
جو، ان کی باتیں کرتا ہے
جو، میدان عمل میں ان کا دوست ہے
جو مٹی سے قریب ہے
میں اس شاعر کی آواز سننے کو بے قرار ہوں (۷)

اقبال اور ٹیگور نے ہندوستان میں جس طرح کے حالات دیکھے، ان کے نتیجے میں دونوں میں جذبۂ حب الوطنی، انسان دوستی ،عظمت انسانی، آزادی، مساوات اور باہمی اتحاد و یکجہتی کے جذبات کے ساتھ ساتھ روحانیت، اخلاقی بلندی اور وسیع القلبی کی صفات پیدا ہو گئی تھیں۔ دونوں کے سامنے عظیم مقاصد تھے۔دونوں قومی ترقی اور ملکی استحکام کے خواہاں تھے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے دونوں نے باہمی اتحاد پر زور دیا ہے۔ مثلاً اقبال کہتے ہیں:

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا(۸)

اقبال کی ابتدائی نظمیں حب الوطنی کے جذبات سے مالا مال ہیں۔اقبال کے پہلے اردو شعری مجموعے "بانگِ درا" کی پہلی نظم "ہمالہ" حب الوطنی کے جذبات سے بہترین مثال ہے۔ نظم کا پہلا بند ملاحظہ کیجیے:

اے ہمالہ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں
تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں

ایک جلوہ تھا کلیم طورِ سینا کے لئے
تو تجلی ہے سراپا چشمِ بینا کے لئے(۹)

اقبال کی یہ پوری نظم حب الوطنی کے جذبات پر مشتمل ہے۔بانگِ درا کی دوسری نظم "ترانۂ ہندی" بھی حب الوطنی اور قومی یکجہتی کا عمدہ نمونہ ہے۔اس نظم میں اقبال نے ہندوستان کی عظمت، قومی غیرت وحمیت، قدرتی مناظر، تاریخی و تہذیبی اقدار غرض مختلف پہلوؤں سے اپنے وطن کی تعریف بیان کی ہے۔ نظم "ترانۂ ہندی" سے مثال ملاحظہ کیجیے:

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا
یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام و نشاں ہمارا
(۱۰)

رابندر ناتھ ٹیگور بھی ایک سچے محب وطن کی طرح ہندوستان میں موجود فرقہ پرستی کے سخت مخالف تھے۔وہ قومیت یا علاقائیت کی بنیاد پر کی جانے والی تفریق کی سخت مذمت کرتے تھے۔ان کے نزدیک قومیت اور وطنیت کا تصور یہی تھا کہ تمام انسان بغیر کسی ذات پات اور مذہب کی تفریق کے آپس میں مل جل کر بحیثیت ایک قوم امن وسکون کے ساتھ رہیں۔ان میں تعصب او رفرقہ پرستی نہ ہو۔ وہ انسانیت اور روحانیت کے علمبردار تھے اور چاہتے تھے کہ دنیا کے تمام انسان اتفاق اور محبت کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کریں۔وہ انسانوں میں انسانیت دیکھنے کے خواہاں تھے اور انسانیت کو مذہب پر فوقیت دیتے تھے۔ٹیگور کی انسان دوستی کے حوالے سے ذاکر حسین "نذرِ عقیدت" کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"اس کا دل انسانی محبت سے لبریز تھا اور اس کی وسعتوں میں بلا تفریق مذہب وملت ہر کسی کی سمائی ہو سکتی تھی اور اس کی تڑپ کسی مخصوص فرقے یا طبقے تک محدود نہیں تھی۔" (۱۱)

اس لیے ٹیگور حب الوطنی کے جذبے کے تحت اتحاد کا درس دیتے ہوئے کہتے ہیں:

آؤ، غیر آریہ آؤ
آؤ، ہندو اور مسلمان
چلے آؤ، اے انگریز، آج تم بھی چلے آؤ
آؤ، آؤ اے عیسائی
اور اے برہمن، دل صاف کر کے تم بھی چلے آؤ
آؤ، اور سب کا ہاتھ تھام لو (۱۲)

اپنے وطن اور مٹی سے محبت کے علاوہ کے ٹیگور کے ہاں وطن کی آزادی کا احساس بھی نمایاں ہے۔ مثلاً

جہاں پر سر بلندی ہو

جہاں بے خوف جذبے ہوں
جہاں پر علم ہو آزاد
سوچوں پر نہ پہرے ہوں۔۔۔۔۔
جہاں تہذیبِ نَو کی منچلی ندیا
روایاتِ کہن کی گرم ریتوں میں نہ گرتی ہو
جہاں پر ذہن تیری مہربانی سے
کشادہ اور روشن ہوں
وطن کو میرے یارب
ایسی آزادی کی جنت میں جگانا (۱۳)

البتہ بعض ناقدین کے نزدیک اگرچہ اقبال اور ٹیگور ایک ہی دور کے دو بڑے نام تھے لیکن دونوں کے اندازِ فکر اور نظریات ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ ٹیگور کے ہاں سکون، ٹھہراؤ، سکوت اور خاموشی ہے۔ وہ فطرت کے سکون اور حسین خاموشی میں ہی زندگی کا راز پاتے ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس اقبال انسان کو مسلسل حرکت، جدوجہد اور عمل کی تعلیم دے کر زندگی کی ہنگامہ آرائیوں سے نبرد آزما ہونے پر اکساتے ہیں۔ ان کے نزدیک ٹھہراؤ اور سکون موت کا دوسرا نام ہے۔

اقبال اور ٹیگور دونوں کے افکار میں دوسرا بڑا فرق یہ تھا کہ اقبال اسلام کے زبردست حامی تھے اور دنیا کے تمام ادیان میں اسلام کو ہی سچا دین خیال کرتے تھے۔ ان کے ہاں ملت اسلامیہ اور رسول خدا حضرت محمد ﷺ سے والہانہ محبت کا اظہار ملتا ہے۔ حتیٰ کہ ان کے تمام نظریات کی اساس اور بنیاد ہی اسلام اور قرآنی تعلیمات ہیں۔ جبکہ ٹیگور ہندو مذہب سے تعلق رکھنے کے باوجود کسی خاص عقیدے کے قائل نہ تھے اور انسانیت کو مذہب سے بھی بڑا خیال کرتے تھے۔

اس کے علاوہ اقبال ابتدا میں وطن پرستی کے جذبات کے تحت وطن کی محبت کے گیت گاتے رہے، لیکن جوں جوں اقبال کے افکار و خیالات میں پختگی آتی گئی وہ ایک واضح اور مربوط فلسفہ کے حامی بنتے گئے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی شاعری کے ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد ان کے نظریات اسلامی تعلیمات کے تابع ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا فلسفۂ حیات، نظریۂ خودی، تصور مرد مومن، تصورِ عورت، تصور ملت و قومیت وغیرہ خالصتاً اسلامی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر انہوں نے متحدہ ہندوستان میں علیحدہ اسلامی قومیت کا نعرہ بلند کیا، جس کی بنیاد مذہب اسلام کو قرار دیا۔ نظم "جوابِ شکوہ" سے مثال ملاحظہ کیجیے:

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں (۱۴)

جب کہ ٹیگور معاشرے میں برابری کے قائل تھے اور قومیت یا علاقائیت کی بنیاد پر کی جانے والی فرقہ واریت کی سخت مذمت کرتے تھے۔ ان کے نزدیک قومیت کا تصور یہی تھا کہ تمام انسان بغیر کسی ذات پات اور مذہب کے تصور کے آپس میں مل جل کر ایک قوم کی حیثیت سے امن وسکون کے ساتھ رہیں۔ اسی بنا پر ۱۹۱۳ء میں ٹیگور کو ادب کا نوبل انعام بھی ملا۔ حالانکہ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض بھی کیا تھا کہ ٹیگور کے بجائے یہ انعام اقبال کو ملنا چاہیے تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ یورپ میں چھڑنے والی جنگ کی تباہ کاریوں کو دیکھتے ہوئے کمیٹی کا خیال تھا کہ یہ انعام ایسے ادیب کو دیا جائے جو شانتی، امن اور انسانیت کا درس دیتا ہو۔

کیونکہ نوبل انعام یافتہ ادیب کی تحریروں کا واضح اثر پوری دنیا پر پڑتا ہے۔اس وجہ سے اس وقت نے مختلف ماہرین کی رپورٹ پیش کرنے کے بعد یہ خیال ظاہر کیا کہ اس انعام کو ایسے ادیب کے Hjärne Herald سویڈش اکیڈیمی کے چیئرمین ہاتھوں میں نہیں دینا چاہیے جو کسی مخصوص قوم کے مذہبی اور ملّی جذبات کو ابھار رہا ہو اور دنیا میں اس کو غالب ہونے کی تبلیغ کر رہا ہو۔ ظاہر ہے کہ علامہ اقبال کی شاعری کا بیشتر حصہ اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کو بحال کرنے پر مشتمل ہے اور اقبال اپنی ملت کو اقوام مغرب سے بالاتر بھی سمجھتے تھے۔ اس طرح کے خیالات پر آپ کو نوبل انعام ملنا واقعی ناممکن تھا۔ مثلاً

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ہاشمیؐ

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری (۱۵)

بہر حال ٹیگور اور اقبال دونوں مشترکہ ہندوستان کے ادب کے دو بڑے نام ہیں اور دونوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔
اگرچہ دونوں کے افکار و نظریات میں چند یکسانیت کے پہلو بھی پائے جاتے ہیں اور کچھ نظریات میں تضاد بھی ہے لیکن اگر تعصب کی عینک اتار کر غیر جانبداری سے دیکھا جائے تو کسی کو کسی پر برتری دینا ناانصافی ہو گی۔ کیونکہ دونوں کی ادبی و قومی خدمات قابلِ قدر ہیں اور دونوں نے اپنے اپنے دائرۂ فکر کے مطابق عظیم افکار کی ترویج کی ہے۔

******

حوالہ جات

1. محمد ریحان: "اقبال اور ٹیگور میں یکسانیت"، جہان اردو، ۲۱ اگست ۲۰۱۷ء
2. علامہ اقبال: "بانگ درا" شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۲۸۸
3. شاہنواز زیدی: "گیتانجلی" حافظ جمیل پریس لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۹۴۔۹۵
4. خالد محمود و شہزاد انجم: (مرتبین) "رابندر ناتھ ٹیگور: فکر و فن" مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی، ۲۰۱۲ء، ص ۶۹
5. علامہ اقبال: "بال جبریل" ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ۱۹۷۵ء، ص ۱۱۰
6. ناظمہ: "بچوں کے رابندر ناتھ ٹیگور"، مکتبہ پیام تعلیم، جامعہ نگر نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص ۱۱
7. ایضاً، ص ۱۳
8. علامہ اقبال: "بانگ درا" ص ۸۲
9. ایضاً، ص ۲۱
10. ایضاً، ص ۸۲
11. ذاکر حسین: "پیش لفظ، نذرِ عقیدت" مرتبہ: امن لکھنوی، امپیریل پرنٹنگ پریس دہلی، س۔ن، ص ۶
12. سید ظہیر عباس: "گیتانجلی" رنگ محل پبلی کیشنز مظفر نگر اتر پردیش، ۱۹۸۵ء، ص ۶۵
13. شاہنواز زیدی: "گیتانجلی" ص ۶۸۔۶۹
14. علامہ اقبال: "بانگ درا" ص ۲۲۳
15. ایضاً، ص ۲۷۹

Refrences:

1. Muhammad Rehan. *Tegor aur Iqbal mein Yaksaniyyat*. *Jahan e Urdu*. 21st August 2017.
2. Iqbal. *Baang e Dara*. Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons Publishers. 1977. P 288.
3. Shahnawaz Zaidi. Geetanjali. Lahore: Hafiz Jamil Press. 2005. P 94-95
4. Khalid Mehmood & Shahzad Anjum. *Rabindranath Tegor: Fikar o Funn*. Delhi: Maktaba Jamea Limited. 2012. P 29.
5. Iqbal. *Baal e Jibreel*. Aligarh: Education Book House. 1975. P 110
6. Nazima. *Bacchon ke Rabinranath Tegor.* Delhi: Maktaba Payam e Taleem. Jamea Nagar. 2011. P 11
7. Ibid. P13
8. Iqbal. *Baang e Dara*. P82
9. Ibid. P 21
10. Ibid. P 82
11. Zakir Hussain. *Nazr e Aqeedat (Preface)*. Compiled by: Aman Lakhnawi. Delhi: Imperial Printing Press. P 6
12. Zaheer Abbas, Syed. *Geetanjali*. Muzaffar Nagar (UP): Rang Mahal Publications. 1985. P 65
13. Shahnawaz Zaidi. *Geetanjali*. P 68-69
14. Allama Iqbal. *Baang e Dara*. P 223
15. Ibid. P 279